"فریقین کے درمیان تعلقات عمومی طور پر تسلیم شدہ اصولوں اور بین الاقوامی قوانین کی بنیاد پر قائم کیے جائیں گے"۔ بین الاقوامی قوانین اور عمومی طور پر تسلیم شدہ اصولوں کے تحت تعلقات کے قیام کا واضح مطلب ہے کہ روس جمہوریہ چیچنیا کی آزاد حیثیت کو تسلیم کر چکا ہے۔ کیونکہ تعلقات کی یہ نوعیت دو آزاد و خود مختار ممالک کے درمیان ہی قائم ہو سکتی ہے۔

۳۱ مئی ۱۹۹۷ء کو روس کی قومی سلامتی کی کونسل کے سربراہ ایوان ریبکن اور چیچنیا کے اوّل نائب وزیر اعظم مولادی اودوگوف سمیت شمالی قفقاز کے دیگر رہنماؤں کے درمیان شمالی قفقاز کے قصبے کسلووودسک میں ملاقات کے بعد امن، دوستی اور تعاون کے مشترکہ اعلامیہ پر دستخط ہو گئے۔ یہ اعلامیہ دراصل ۱۲ مئی ۱۹۹۷ء کے تاریخی معاہدہ امن کا ہی تسلسل ہے۔ صدر یلسن نے شمالی قفقاز کے ان رہنماؤں کے نام پیغام میں کہا:

> "اب اصل کام امن کی راہ پر مسلسل آگے بڑھنا ہے۔ (اس بات کی کوشش کی جانی چاہیے کہ روس - چیچن) معاہدہ امن کے مخالفین اسے سبوتاژ کرنے میں کامیاب نہ ہوں۔ ہم چیچنیا کے بنیادی معاشرتی ڈھانچے اور معیشت کی تعمیر نو، روزمرّہ کی زندگی معمول پر لانے اور قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانے میں اسے مدد دینے کے لیے مسلسل کوشاں رہیں گے"۔

ایوان ریبکن اور مولادی یودوگوف کے دستخطوں سے طے پانے والے مذکورہ سمجھوتے سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان دیگر متنازعہ اُمور کے بتدریج تصفیے کی طرف پیش رفت جاری ہے۔ روس سے تاوان جنگ کی ادائیگی کے چیچن مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے چیچنیا کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ روس کے خود مختار خطوں اور سابق سوویت ریاستوں سے ان کے ذمہ واجب الادا روسی قرضے وہ "سپیشل بارٹر ارینجمنٹ" کے تحت وصول کر سکتا ہے۔ یوں چیچنیا کو سابق سوویت ریاستوں سے براہ راست معاملات طے کرنے کی اجازت دینا بھی اس حقیقت کا واضح اظہار ہے کہ روس چیچنیا کی آزاد حیثیت تسلیم کرنے کی راہ پر گامزن ہے۔

قفقاز: علاقائی تنازعات

آذربائیجان: آرمینیائی توسیع پسندی کی زد میں

اگرچہ آذری علاقے نگورنو کاراباخ پر جمہوریہ آرمینیا کی بھرپور پشت پناہی کے باعث آرمینیائی

باشندے مکمل طور پر قابض ہو چکے ہیں۔ مگر آذر بائیجان خطے پر آرمینیا کے اس ناجائز قبضے کے خلاف آواز اٹھانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ مئی ۱۹۹۷ء میں تین روزہ دورۂ ترکی کے دوران آذری صدر حیدر علییف نے انقرہ سے مطالبہ کیا کہ مقبوضہ آذری علاقوں کی آزادی تک وہ آرمینیا کے ساتھ کسی طرح کے تعلقات استوار نہ کرے۔ آذر بائیجان نگور نو کارا باخ پر آرمینیائی قبضے کو فوجی ذرائع یا کسی تیسرے فریق کی مصالحتی کوششوں کے ذریعے ختم کرانے میں تاہنوز کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔ آذر بائیجان یہ کبھی بھی گوارا نہیں کرے گا کہ اس کے پڑوسی ممالک بالخصوص ایران اور ترکی آرمینیا کے ساتھ تجارتی و اقتصادی تعلقات کو فروغ دیں۔

آذری صدر نے ایران اور ترکی کی طرف سے آرمینیا کے ساتھ تجارتی و اقتصادی تعلقات استوار کرنے کے منصوبوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا: "اس طرح کے منصوبے آذر بائیجان میں (ترکی اور ایران کے خلاف) اشتعال پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں"۔ انھوں نے انسانی امداد سمیت ترکی کے راستے آرمینیا کو ہر طرح کی اشیاء کی ترسیل روک دینے کا مطالبہ کیا۔ مگر کیا ترکی کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے؟ ترکی جو پہلے ہی امریکی دباؤ کے زیرِ اثر ہے اس طرح کا کوئی فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں دکھائی نہیں دیتا۔

نگور نو کارا باخ پر قبضہ کے لیے لڑی جانے والی جنگ کا نتیجہ آرمینیا کے حق میں مکمل فتح کی صورت میں نکلا۔ یہاں آباد اندازاً پانچ لاکھ آذری باشندے بے گھر کر دیے گئے جن کے مکانوں اور کھیتوں پر آرمینیائی باشندوں نے قبضہ جما لیا۔ آزادی و استقلال کی دعویدار جمہوریہ نگور نو کارا باخ کے خود ساختہ وزیر خارجہ آرکیدی گوکاسیان آرمینیائی باشندوں کے ہاتھوں آذری عوام کی لوٹ کھسوٹ کے بارے میں اپنی حکومت کا موقف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> "(جمہوریہ نگور نو کارا باخ کے) حکام ان (آرمینیائی باشندوں کو) آذری باشندوں کے گھروں اور کھیتوں پر قابض ہونے سے نہ تو روک رہے ہیں اور نہ ہی اس سلسلہ میں ان کی معاونت کر رہے ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے قبل متعدد آرمینیائی باشندے قتل کی دھمکیوں کے پیش نظر آذر بائیجان کے دیگر علاقے چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اب جبکہ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ ان لوگوں کو گھر فراہم کر سکے، ایسی صورت میں انہیں خود ہی اپنے مسائل پر قابو پانے کی راہیں تلاش کرنا ہوں گی۔
>
> یہ ایک خود کار عمل ہے۔ اس لیے ہمیں اور آذر بائیجان کو جلد از جلد تنازعہ کا حل دریافت کرنا ہو گا۔ کیونکہ جتنے زیادہ آرمینیائی یہاں آباد ہوں گے، یہ مسئلہ اتنا ہی زیادہ الجھتا جائے گا"۔

آذر بائیجان کی ارمن آبادی نے جمہوریہ آرمینیا کی پشت پناہی سے نگور نو کارا باخ پر قابض ہوتے ہی اردگرد کے مزید سات اضلاع تک اپنا دائرہ کار بڑھانا شروع کر دیا۔ ان علاقوں میں پہلے سے آباد

آذری اور کرد باشندوں کو زبردستی نقل مکانی پر مجبور کرنے کے بعد ان کے گھروں کو لوٹا گیا اور انہیں آگ لگا دی گئی۔ نگورنو کاراباخ پر قبضے اور لوٹ کھسوٹ کے بعد آرمینیائی باشندوں نے اولاً ضلع لاچن (Lachin) کا رُخ کیا۔ جسے تاراج کرنے کے بعد ان کا اگلا ہدف کلبجار ٹھہرا۔ واضح رہے کہ لاچن پر قبضے کے ذریعے نگورنو کاراباخ کا آرمینیا کے ساتھ زمینی رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ کلبجار پر ۱۹۹۳ء میں آرمینائیوں کے حملے کے نتیجے میں ۶۰،۰۰۰ آذری اور کرد باشندے اپنے گھروں کو چھوڑ کر پہاڑی علاقوں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ایک اور ضلع آگدام بھی مقامی آرمینائی باشندوں کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ یہاں بھی آذری باشندوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا گیا۔ خود ساختہ جمہوریہ کاراباخ کے دارالحکومت سٹیپانا کرت میں امدادی کام پر مامور ایک کارکن نے بتایا کہ اس نے مشرقی ضلع اگدام میں آذری باشندوں کے کھیتوں میں آرمینیائی نوآبادکاروں کو فصلیں کاشت کرتے دیکھا ہے۔

ضلع لاچن کے خود ساختہ میئر سارنس اکوپیان اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ دس سال قبل یہاں ۱۴ ہزار آذری باشندے سکونت پذیر تھے۔ اب ان سب کو یا تو قتل کر دیا گیا ہے یا ضلع بدر کیا گیا ہے۔ ان کی جگہ ۷،۵۰۰ آرمینیائی باشندوں کو یہاں آباد کیا گیا۔ رواں صدی کے اختتام تک مذکورہ تعداد سے چار گنا زیادہ آرمینائی باشندوں کو یہاں آباد کرنے کا منصوبہ ہے۔ نوآبادکاروں کی مقامی انتظامیہ ان لوگوں کی کیونکر مدد کرتی ہے؟ سارنس اکوپیان کی زبانی سنیے۔ وہ کہتا ہے:

> "اگر کسی کے پاس یہاں تک پہنچنے کے لیے وسائل میسر نہیں ہیں، ہم اس کی مدد کریں گے۔ ایسے لوگ ہمیں خط لکھیں، ان کا سامان یہاں لانے اور ان کے لیے گھروں کی تعمیر کے لیے جو کچھ ہم سے بن سکا ہم کریں گے۔ جب ۱۹۹۴ء میں ہم یہاں آئے تو ہمارے پاس صرف آٹھ گھر ایسے تھے جن کے اوپر چھتیں قائم تھیں۔ اب چھتوں سمیت سات سو گھر ہیں۔
>
> ہمیں اسی قصبے میں رہنا ہے۔ اب نہ آرمینیا میں گنجائش رہی ہے اور نہ ہی نگورنو کاراباخ میں۔ اُنہوں [آذریوں] نے ہمیں آذربائیجان سے نکال باہر کیا۔ اب آپ ہی بتائیں ہم کہاں رہیں۔ چاند پر؟ لوگ کافی تعداد میں یہاں آنا شروع ہو گئے تو ہمیں مزید توسیع اختیار کرنا پڑے گی۔ جتنی جتنی زمین آزاد ہوتی جائے گی ہم اتنے ہی لوگ اس میں آباد کرتے جائیں گے۔"

ارمینیائی قابضین اور نوآبادکاروں کے ان بیانات سے ان کے توسیع پسندانہ عزائم کی کھل کر نشاندہی ہوتی ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اقوام متحدہ سمیت دیگر عالمی ادارے بھی تنازعہ کے منصفانہ حل کے لیے کوئی قابل ذکر کردار ادا نہیں کر سکے ہیں۔ ان حالات میں ترکی اور ایران کی طرف سے آرمینیا کے ساتھ تجارتی واقتصادی تعلقات کی پینگیں بڑھانا یقیناً آذربائیجان کے لیے تکلیف دہ عمل ہے۔